

بچپنا تو بطن مادر میں ہی نوت ہو جائے گا یا پیدائش  
کے فوراً بعد۔“

”لیکن یہ کیوں ہو گیا؟..... پچھلا بچہ تو  
بالکل تھیک تھا۔“ ساجدہ نے اب کھولے۔

”اس وقت ہم اس کی صحیح وجہ نہیں  
 بتاسکتے۔ پچھلی ثیٹ کروالیں پھر ان کی  
 رپورٹ دیکھ کر ہمیں وجہ پاتا چلتی گی۔“

حیدہ بی بی نے ساجدہ کو ہسپتال  
میں داخل کروایا اور اپنے بیٹے اسلم کو بھی  
بلوایا۔

ساجدہ کا دو سالہ بیٹا اس کی بہن نے  
 سنپال لیا تھا۔

شام کو ساجدہ کے خون ٹیٹ کی رپورٹ آئی  
 تھی۔ اسے دیکھ کر ڈاکٹر نے اہم کوئی بھی اپنا خون کا گروپ  
 چیک کروانے کو کہا۔

پچھلی دیر میں اسلم اپنا گروپ چیک کروالا یا۔

### ڈاکٹر زاہدہ پروین۔ بہاول پور

اب ڈاکٹر نے حیدہ بی بی اور اسلم کو سمجھایا کہ ماں کے خون کا گروپ او (نیجیو  
(O-ve) ہے اور باپ کا A+ve ہے اور باپ کا جب بھی ماں کا گروپ نیجیو ہوتا ہے تو پیدائش کے  
 فوراً بعد بچے کے خون کا گروپ چیک کروایا جاتا ہے۔ اگر وہ ماں سے مل جائے یعنی نیجیو  
 ہو تو کوئی مسئلہ نہیں، لیکن اگر وہ باپ سے مطابقت رکھتا ہو یعنی پوزیو ہو تو اس کی وجہ سے  
 اگلے حل میں بچے کو فحصان پہنچتا ہے، جیسا کہ ساجدہ کے ساتھ ہوا۔

”اس کا کوئی علاج نہیں ہے؟“ اسلم پریشانی سے بولا۔

”ایسے کیس میں جب پہلا بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کی پیدائش کے تین دن کے  
 اندر اندر ماں کو ایک مہینگا تک لگایا جاتا ہے، جس کی وجہ سے اگلا بچہ حفاظ رہتا ہے، مگر  
 ساجدہ کو وہ نیک نہیں لگا، اس لیے اس دفعہ منکر بڑھ گیا۔“

”تو کیا اب وہ نیک نہیں لگ سکتا؟“

”نہیں اماں جی! اب لگانے کا کوئی فائدہ نہیں۔“ ڈاکٹر صاحبہ ہمدردی سے  
 بولیں۔ ”وہ نیک پچھلی پیدائش کے تین دن کے اندر لگانا ضروری تھا، البتہ اگلے حل کے  
 لیے میں آپ کو تفصیل سے سمجھا دوں گی، اگر باقاعدگی سے معاف نہ کرواتے تو ہیں اور  
 ڈاکٹر کے مخمورے پر عمل کریں تو اگلی بار پچھلی تھیک رہے گا ان شاء اللہ۔“

”تمیک ہے باتی جی!“ حیدہ بی بی نے سرد آہ بھری۔

”اب ساجدہ کب تک فارغ ہو جائے گی؟“

”یہ بچے کی قبل از وقت پیدائش کروانے کا اجازت نامہ ہے۔“

ڈاکٹر نے ایک صفحہ اسلام کی طرف بڑھایا۔ ”اس پر دھنخت کر دیں۔“

الہراساً نہ کرتے ہوئے ڈاکٹر صاحبہ کے چہرے پر  
 تشویش کے آثار نمودار ہوئے۔ انہوں نے

ساجدہ سے پوچھا: ”پہلے چیک اپ کروایا ہے؟“

”نہیں جی۔“ ساجدہ سے پہلے جھٹ

اُس کی ساس بوی۔ ”اس سے پہلے بھی  
 ایک بچہ ہے، گھر میں ہی کیس ہو گیا تھا،  
 وہ بالکل نیک ٹھاک ہے۔“

”اچھا نہیں، میں دوسرا ڈاکٹر  
 کو ملتی ہوں۔“ انہوں نے پلٹ کر  
 اپنی سینہرڈا ڈاکٹر کو پکارا اور ان کے آنے پر  
 مریض کی ہشری اور اپنی تیضیں بتائی۔

سینہرڈا ڈاکٹر نے دوبارہ الہراساً نہ کیا اور  
 پھر گھر اس ان لیتے ہوئے بولیں:

”آپ کو اپنا خون کا گروپ معلوم ہے؟“  
 ساجدہ نے فتحی میں سرہلا یا۔

اب اس کا اضطری جواب دے گیا: ”باتی! پچھلے تھیک ہے تاں؟“

”آپ یہاں نیٹھیں میں آپ کو تفصیل سے سمجھاتی ہیں۔“

ڈاکٹر بولیں تو ساجدہ اور اس کی ساس اپنے ڈویٹے دلوں کو سنپالاتی بیٹھ گئیں۔  
 کسی انبوفی کا احساس ان دلوں کو ہو گیا تھا۔ پچھلی بار کوئی پیچیدگی نہیں ہوئی تھی۔  
 گاؤں کی تجربہ کار دائی سے ایک دو دفعہ ہی معاشرہ کروایا تھا۔ اس دفعہ بھی یہی ارادہ تھا۔  
 ابھی ساتوں مہینے تھا کہ اتنا قاتا دائی اُن کے گھر آئی۔ وہ ساجدہ کو دیکھ کر یہ سمجھی کہ وقت  
 پورا ہو گیا ہے مگر یہ جان کر کہ ابھی تو صرف ساتوں مہینے ہے، وہ فکر مند نظر آئے گی، پھر  
 اسی نے مسحورہ دیا کہ ساجدہ کا ہسپتال سے چیک اپ ضرور کرواد۔

ساجدہ کی ساس حیدہ بی بی، دائی اماں کی بات کو بہت اہمیت دیتی تھیں، اسی لیے  
 اگلے ہی دن بھوکے کرس کاری ہسپتال میں آگئیں۔

اور اب تجھے ڈاکٹر کیا بتانے والی تھیں.....؟

”ساجدہ! کیا آپ کو محسوں نہیں ہوا کہ اس کا حمل ساتوں مہینے کے حساب سے  
 کافی زیادہ ہے؟“ ڈاکٹر نے سوال کی ابتداء کی۔

”نہیں باتی!“

”مجھے افسوس ہے کہ بچے کے پیٹ اور پیچھے دوں میں پانی جمع ہو گیا ہے۔“

”دواؤں سے تھیک ہو جائے گا تاں۔“ حیدہ بی بی بچھتی سے بولی۔

”نہیں۔ اب یہ مسئلہ کافی بڑھ گیا ہے، اس کا بتوں علاج نہیں ہے۔“

ساجدہ نے متوضع نظر دوں سے اپنی ساس کو دیکھا۔

”پھر اب کیا کریں؟“ حیدہ بی بی نے انسان بحال رکھے۔

”ہم ساجدہ کو ہسپتال میں داخل کریں گے۔ پچھلی ثیٹ کروائیں گے اور پھر اس  
 بچے کی پیدائش کروانی پڑے گی، کیون کہ جو اس کی صورت حال ہے اسی حالت میں

”ہم المرا ساؤ نذر کرتے ہوئے ایک بار یہی سوئی بطن مادر کے ذریعے بچے کے پیٹ میں داخل کرتے ہیں اور اس کے ذریعے بچے کو خون دیا جاتا ہے۔“

وہ تینوں منہ کھولے حیرت زدہ سے ڈاکٹر کے چہرے کو تک رہے تھے۔ اسی بات تو بھی دیکھنی نہیں۔ یہاں قابلِ یقین ہی بات لگتی تھی۔

”پھر پچھلیک ہو جاتا ہے؟“ حمیدہ بی بی نے سوال کیا۔

”الحمد للہ! بہت سارے بچے اس طریقے میانج سے فائدہ اٹھا پچے ہیں۔“ ڈاکٹر صاحب نے اخیسِ تسلی دی۔

”ٹھیک ہے ڈاکٹر صاحب! آپ بچے کو خون لگا دیں۔“ اسلم نے فیصلہ کر لیا۔ ”ہمارے پاس یہ سہولت موجود نہیں ہے۔ اس کے لیے آپ کو لاہور جانا پڑے گا۔ میں پوری تفصیل آپ کی پرچی پر لکھ دوں گی اور ساتھ پتال کا پہاڑ بھی۔ وہاں جا کر پرچی دکھا دیجیے گا۔ ایک دفعہ خون لگ جائے تو پھر ہمارے پاس ہی چیک اپ ہوتا ہے گا۔“

ڈاکٹر صاحب نے تفصیل سے سمجھایا۔

☆.....☆

تین ہفتے بعد وہ تینوں دو بارہ انہی ڈاکٹر کے پاس پہنچتے تھے۔ بچے کو خون لگ چکا تھا اور لاہور والے ڈاکٹر نے تسلی بھی دی تھی۔ ڈاکٹر صاحب نے اخیسِ تسلی کو کھوٹی کا اٹھا کر کیا۔ اب دوبارہ دو دو ہفتوں کے وقفے سے المرا ساؤ نذر ہوتا تھا۔

اسلم اور حمیدہ بی بی نے ساجدہ اور ڈاکٹر صاحب کے ساتھ بے حد تعاون کیا۔ ہر المرا ساؤ نذر پر رپورٹ ٹھیک رہی اور یوں ایک بھی مسافت طے کر کے سعدیہ نام کی ایک پیاری ہی گزیا آن کی گود میں آگئی۔

ماں باپ اور دادی نے اللہ کا بہت شکردا کیا۔

احمد تو پہلا بچہ ہونے کے ناطے لاڑلا تھا، مگر سعدیہ کے ساتھ تو ان سب کی شدید جذباتی، دلستگی تھی۔ اسے صحیح معنوں میں ہاتھ کا چھالا بنا کر کھا۔ حمیدہ بی بی بہت سمجھدار خاتون تھیں۔ انہوں نے ایک بہت سمجھداری کا کام یہ کیا کہ اپنے گاؤں کی دوئی اور سب ملنے جلنے والوں کو پوری تفصیل سے ساجدہ کے مسئلے اور علاج سے آگاہ کیا اور گاؤں کی جو بھوئی بھی پہلی بار امید سے ہوتی، اسے یہ یاد لانا تھا بھوتی:

”میں اپنا خون کا گروپ ضرور چیک کروالیں اور اگر ساجدہ والا گروپ ہو (یعنی نیکی) تو بچے کی پیدائش کے فراغددہ مہینگا یا نکار ضرور لگوانا۔“

آپ بھی یہیک کام کر سکتی ہیں.....!

☆

(نوٹ: بہنیں اپنی رائے سے نوازیں کر خواتین کے لیے خاص ایسے طبی مسائل کو کہانی کی ٹکل میں پیش کیا جانا چاہیے؟، جن کا علم ہو تو بہت سی طبی پیچیدگیوں سے ایک خاتون اور پورا اگر اتفاق کرتا ہے؟..... مدیر)

اسلم نے خاموشی سے دستخط کر دیے اور آنکھوں کی نبی چھپا تا باہر نکل گیا۔

تیرے دن ساجدہ خالی گوادور خالی دل کے ساتھ گھر واپس آگئی۔

دکھ تو تھا مگر نہیں احمد کو کچھ کر دل بہل جاتا تھا۔ رفتہ رفتہ سب کو صبر آگیا اور اللہ کی رضا سمجھ کر سب اپنے معمولات زندگی میں مصروف ہو گئے۔

کچھ عرصے بعد دو بارہ امید کی کرن نظر آئی تو حمیدہ بی بی نے ساجدہ کی سنجال کر رکھی ہوئی پرانی روپوں کا لیں اور انہی ڈاکٹر کے پاس جا پہنچیں۔

تفصیلِ معائنے کے بعد ڈاکٹر صاحب نے کچھ میثت تجویز کیے۔

رپورٹ آئیں تو انہیں دیکھ کر ادویہ تجویز کرتے ہوئے ایک ما بعد آنے کی تاکید کی۔ حمیدہ بی بی نے ڈاکٹر کی بدایات پر پورا پورا عمل کیا۔ ہر دفعہ ساجدہ کے خون کے میثت دہراتے جاتے۔ کچھ عرصے بعد ڈاکٹر نے تاکید کی کہ اب ہر دو ہفتہ بعد آنا ضروری ہے۔

ہر دفعہ حمیدہ بی بی یہ سوال دہراتا تھا: ”بچے میں پانی تو نہیں پڑ گیا؟“

اور ڈاکٹر تسلی دیتیں: ”ذین، اللہ کا شکر ہے کہ ابھی تک سب ٹھیک ہے۔“

چھٹے ماہ کے آغاز پر جب ساجدہ کے خون میثت کی رپورٹ ڈاکٹر صاحب کے سامنے آئی تو وہ چونک گئیں۔ رپورٹ نارمل نہیں تھی۔ انہوں نے ساجدہ کو المرا ساؤ نذر کے پاس بھیجا کہ اب خون میثت نہیں کروایا جائے گا، بلکہ مناسب وقٹ سے بار بار یہ خاص المرا ساؤ نذر کروائیں گے تاکہ اگر بچے میں پیچیدگی پیدا ہو تو ابتداء میں ہی علم ہو جائے، جب تک ساجدہ اندر رہی، حمیدہ بی بی بے چینی سے باہر بیٹھی الگلیوں پر حساب لگاتی رہی۔

”پھر چلا پچھا ساتویں ماہ میں تھا سب مسئلے ہوا، یہ تو ابھی چھٹے میں ہے، اللہ اخیر کرنا۔“ اُس دن تو خیری رہی، اور وہ تسلی کے ساتھ گھر لوئیں مگر ہر دو ہفتہ بعد اسی المرا ساؤ نذر کی بدایت کے ساتھ باقاعدگی سے عمل بھی کیا گیا۔

ڈیڑھ ماہ بعد پھر ڈاکٹر نے المرا ساؤ نذر کی رپورٹ دیکھ کر تشیش کا اظہار کیا اور حمیدہ بی بی اسلام اور ساجدہ کے ساتھ تفصیلی بات چیت کی۔

”ساجدہ کے بچے کو جو پیاری ہے، جس کی وجہ سے بچھلے بچے میں بھی پانی جمع ہو گیا تھا وہ یہ ہے کہ بچے میں رفتہ رفتہ خون کی کمی ہو نا شروع ہو جاتی ہے اور جب یہ مسئلہ زیادہ شدید ہو جائے تو بچے کا دل کام کرنا چھوڑ دیتا ہے۔ اس دوران میں اس کے پیٹ اور پیچھے دوں میں پانی جمع ہوتا ہے اور پھر پچھوڑت ہو جاتا ہے۔“

وہ تینوں حیرت سے ڈاکٹر صاحب کی بات سن رہے تھے۔

”اب تک جو ہم میثت اور المرا ساؤ نذر کرواتے رہے، وہ بھی دیکھنے کے لیے تھا کہ بچے میں خون کی کمی زیادہ تو نہیں ہو رہی۔ آج کی رپورٹ تسلی بخشنہ نہیں ہے، اس کے مطابق اب پچھرے میں ہے۔“

”اب..... اب کیا ہو گا؟“ ساجدہ بمشکل بولی تھی۔

”جیسے کسی مریض میں خون کی کمی ہو تو خون کی بوتل لگائی جاتی ہے۔ ایسے ہی بطن مادر میں بھی بچے کو خون دیا جاسکتا ہے۔“

”کیا.....؟“ ساجدہ حیرت سے بولی۔ ”وہ کیسے؟“